نیکیوں کے راستے پر چلنے کی دُعا سب سے مشکل دُعا ہے

قرآن کریم میں مضامین کے تکرار کا مقصد نئے نئے مضامین کا بیان کرنا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
فون ۴۴۹ | ایڈیٹر: نسیم سیفی | رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۴۱-۷۶ | اتوار ۱۴ صفر ۱۴۱۲ھ، ۲۵ ظہور ۱۳۷۰ہش، ۲۵ اگست ۱۹۹۱ء | نمبر ۱۸۹

خُدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے دُنیا بھر میں ہمارے مالی سال کے اختتام پر مجوّزہ بجٹ سے کہیں زائد آمد ہوئی ہے

جہاں جہاں جماعت احمدیہ کی انتظامیہ مستعد اور دُعا کرنیوالی ہے وہاں حیرت انگیز ترقی ہوئی ہے

خُطبہ جُمعہ فرمودہ سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ (الرّابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ ۱۲ وفا ۱۳۷۰ہش (۱۲ جولائی ۱۹۹۱ء) بمقام بیت الفضل لندن

سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرّابع) ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

فرعون کے غرق ہونے کے بارے میں ایک نظریہ

"گذشتہ جمعہ میں مَیں نے (۔) ان کے راستے پر جن پر تیرا غضب ہوا) کی تفسیر کے دوران (جن پر تیرا غضب ہوا) گروہ کی بعض دُعائیں نمونۃً آپ کے سامنے رکھی تھیں۔ وہی مضمون آج بھی جاری رہے گا لیکن دوسری آیت جو گذشتہ تسلسل میں پیش کرنی تھی اس سے پہلے میں فرعون کے غرق سے متعلق کچھ مزید کہنا چاہتا ہوں۔

مَیں نے یہ استنباط کیا تھا کہ قرآن کریم نے جب یہ فرمایا کہ جب فرعون غرق ہونے کے قریب پہنچا تو اُس نے ایک دُعا کی اور اس دُعا کے نتیجے میں ہم نے اس کو یہ جواب دیا کہ (۔) (سورۂ یونس آیت: ۹۲) اب تو دُعا کا وقت نہیں رہا کیونکہ اس سے پہلے تو مسلسل نافرمانی کرتا رہا اور فساد پھیلاتا رہا۔ (۔) لیکن آج کے دن ہم تیرے بدن کو ضرور نجات دے دیں گے۔ (۔) تاکہ وہ جو تیرے بعد آنے والے ہیں اُن کے لئے تو عبرت کا نشان بن جائے۔

اس بحث میں مَیں نے یہ امکان پیش نظر رکھا تھا اور مَیں اب بھی یہی یقین رکھتا ہوں کہ بدن کی نجات کا جو وعدہ فرعون کو دیا گیا تھا اس سے مراد محض لاش کی نجات نہیں کیونکہ لاشیں تو بہتوں کی کنارے پر پہنچ گئی ہوں گی۔ بہت سے ایسے ہیں بلکہ اکثر فرعون وہی ہیں جن کی لاشیں ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دی گئی تھیں تو خصوصیت کے ساتھ اس فرعون کی دُعا کے نتیجے میں جب بدن کی نجات کا ذکر ہے تو اس سے میں نے یہ استنباط کیا کہ ایسی زندگی مراد ہے جو رُوح سے عاری ہو جیسے انگریزی میں ZOMBIE کہا جاتا ہے۔ بعض ایسے لاش نما انسان ہوتے ہیں جن کی زندگی رُوحانیت سے کلیّۃً عاری اور رُوح سے عاری ہوتی ہے انگریزی میں لفظ ZOMBIE تو ظاہری رُوح کے بغیر زندگی کا تصوّر پیش کرتا ہے لیکن (ہم تیرے بدن کو نجات دیں گے) میں جو مضمون ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ہم تجھے زندگی تو دے دیں گے مگر نجات نہیں دیں گے اور رُوحانیت سے عاری زندگی ہوگی۔

اس ضمن میں باقی آیات جن میں فرعون اور اس کے ساتھیوں کے غرق ہونے کا ذکر ہے، کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ سوائے ایک موقع کے ہر دوسری جگہ بنو اسرائیل کو نجات دینے اور ان کی پیروی کرنے والے، اُن کے پیچھے آنے والے فرعون کے لشکر کے غرق کا ذکر ہے لیکن ایک جگہ خود فرعون کے غرق کا بھی ذکر ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس موقع کے ساتھ اس مضمون کا کہیں تضاد تو نہیں جو مَیں بیان کر رہا ہوں۔ سورۂ بقرہ (آیت ۵۱) میں ہے کہ (۔) یعنی ہم نے آلِ فرعون کو غرق کر دیا اور تم دیکھ رہے تھے۔ پھر سورۂ انفال میں بھی (ہم نے آلِ فرعون کو غرق کر دیا) کا ذکر ہے۔ پھر سورۂ الشعراء (اور ہم نے موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کو نجات دی۔ پھر ہم نے (آلِ فرعون کو) غرق کر دیا۔ الشعراء: ۶۶، ۶۷)

اسی طرح الزخرف میں بھی یہی مضمون ہے۔ مختلف جگہ جہاں بھی فرعون اور اس کے ساتھیوں کے غرق کا ذکر ملتا ہے سوائے ایک سورۂ الاسراء کے باقی جگہ صرف فرعون کے ساتھیوں یا فرعون کی قوم کے غرق کا ذکر ہے۔ سورہ الاسراء میں یہ ذکر ہے (۔) (الاسراء: ۱۰۴) اور ہم نے فرعون کو اور اس کے ساتھ جو بھی تھے سب کو غرق کر دیا۔

"غرق" سے مراد ڈوب کر مرجانا نہیں

اب سوال یہ ہے کہ ایک جگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اس کو غرق کر دیا۔ دوسری جگہ فرماتا ہے جب غرق قریب آیا اور اس نے دُعا کی تو ہم نے اس سے بدنی نجات کا وعدہ کر لیا تو کیا ان دونوں کے درمیان تضاد ہے یا کوئی مفاہمت کی صورت ممکن ہے۔ غرق کا لفظ جب مَیں نے ڈکشنری میں دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہر جگہ جس کو ہم اردو میں ڈوبنا کہتے ہیں بالکل وہی مفہوم عربی میں غرق کا پایا جاتا ہے۔ کوئی شخص تیرنے کی کوشش کرتا ہو، بچنے کی کوشش کرتا ہو لیکن ہار جائے اور پانی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے اندر ڈوب جائے۔ ڈوب مرنے کا معنی غرق کا میں نے کہیں نہیں دیکھا اس لئے ان دونوں میں میرے نزدیک تضاد کوئی نہیں

ہم نے دیکھا ہے کہ ایک شخص ڈوب جاتا ہے اور ڈوبے ہوئے کو ایسی حالت میں نکال لیا جاتا ہے کہ ابھی اس نے دم نہیں توڑا۔ اور پھر کوشش کر کے اس کو بچا لیا جاتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ جہاں غرق کا لفظ استعمال فرماتا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ فرعون ضرور ڈوبا ہے اور اپنے لشکر کے ساتھ ڈوبا ہے اور جہاں فرماتا ہے کہ ہم تیرے بدن کو نجات بخشیں گے اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ڈوبے ہوئے کے لئے ظاہری زندگی کے بچانے کا انتظام ممکن ہے اور خدا تعالیٰ نے ایسا انتظام ضرور کیا ہوگا کیونکہ اس وعدے کا خصوصیت کے ساتھ یہاں ذکر کرنا ایک گہرا پیغام رکھتا ہے اور وہ پیغام اس وقت تو لوگوں کو سمجھ نہیں آرہا تھا اب کی دنیا میں ہمیں سمجھ آیا جب کہ ہم نے فرعون کی لاش کو بچا ہوا اور ممی ہوئی ہوئی حالت میں دیکھا لیکن جب میں نے مزید تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ وہ فرعون جس نے موسیٰؑ سے ٹکر لی تھی اور جس کے متعلق یہ آتا ہے کہ ہم نے اس کو غرق کیا وہ فرعون ۹۰ سال کی عمر میں طبعی موت مرا ہے اور اس کی ممی اور اس کے سارے کاغذات جو ساتھ ہیں اور تمام تحریریں یہ بتا رہی ہیں کہ وہ نوعمری میں غرق ہونے کی حالت میں نہیں مرا تھا بلکہ لمبی عمر پا کر اس کے بعد اس نے کئی لڑائیاں بھی کی ہیں، ان لڑائیوں کے بعد ایک جگہ فلسطینیوں کے ہاتھوں بڑی بھاری شکست بھی کھانے لگا تھا جس کو بعد میں دوبارہ ایک قسم کی فتح میں تبدیل کیا گیا لیکن ایک موقعہ پر تو بہرحال بہت ذلت ناک شکست بھی اس نے کھائی۔

سوال یہ ہے کہ کیا قرآن کریم کا ایسا ترجمہ کیا جائے گا جس کے مقابل پر تاریخی گواہی کھڑی ہو اور بجائے اس کے کہ وہ لاش عبرت کا نشان بنے (اللہ تعالیٰ پناہ دے) قرآن کریم پر شک ڈالنے کا ایک نشان بن جائے، ایک یہ پہلو ہے۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ قرآن کریم کے معانی پہ غور کر کے اس کی خاص طرز کلام کو سمجھتے ہوئے ایسے معنے لئے جائیں جو بجائے اس کے کہ حقائق سے متضاد دکھائی دیں حقائق کو اس رنگ میں پیش کریں کہ غیر معمولی طور پر خدا تعالیٰ کی شان ان سے ظاہر ہو اور وہ لاش واقعۃً عبرت کا نشان بن جائے۔ میرا رجحان لازماً اس طرف ہے اور میرے نزدیک غرق ہونے اور غرق ہونے کے بعد بچائے جانے میں کوئی تضاد نہیں ہے بلکہ عام انسانی تجربہ ہمیں بتاتا ہے کہ بارہا ڈوبے ہوؤں کو بچا لیا گیا ہے۔ خاص طور پر فرعون کے ارد گرد جو اس کا محافظ عملہ تھا اور خاص طور پر اس لئے کہ وہ دریائے نیل کے کنارے بسنے والے لوگ تھے اور ان میں بڑے بڑے پیراک تھے۔ بہت ماہر غوطہ خور موجود تھے۔ ان لوگوں کا اپنے بادشاہ کو بچانے کی کوشش نہ کرنا بعید از فہم ہے۔ اس لئے ہرگز بعید نہیں بلکہ میرے نزدیک واقعۃً یہی ہوا کہ فرعون کے ڈوبنے کے بعد اس کے ساتھیوں نے غوطہ خوری کے ذریعے جو بھی انہوں نے کوشش کی اس کی لاش کو نکالا اور چونکہ خدا تعالیٰ نے وعدہ کر لیا تھا کہ میں تیرے بدن کو نجات بخش دوں گا اس لئے وہ بدن زندہ رہا اور ایک لمبے عرصے تک اس بدن کے ساتھ وہ چلتا پھرتا حکومت کرتا ہوا دکھائی دیا۔ لیکن اس کی روح کو نجات نہیں بخشی گئی گویا زندگی میں ہی اس کی موت کا فیصلہ کر دیا گیا تھا اور یہ ایک ایسا قطعی فیصلہ تھا جو باقی سب سے اس کو جدا کرتا ہے۔ باقی لوگوں کے لئے آخر دم تک توبہ کا دروازہ کھلا رہتا ہے اس سے زیادہ اور کوئی کیا عبرت کا نشان ہو سکتا ہے کہ ایک لمبی زندگی اور بادشاہت کی اور فخر کی زندگی اس کے سامنے پڑی ہو اور اس کو معین طور پر خبر دی گئی ہو کہ تم پر ہر قسم کی توبہ کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ اب تم ایک ظاہری زندگی بسر کرو گے لیکن اس میں کوئی روحانیت نہیں ہوگی تو یہ ساری باتیں میرے ذہن میں تھیں اور ہیں اور اس کے باوجود میرا رجحان اسی طرف ہے کہ قرآن کریم نے جو وعدہ کیا تھا وہ بدنی زندگی کا وعدہ تھا، محض بدن کو عبرت کا نشان بنانے کا وعدہ نہیں تھا۔

عذاب کے وقت کی دعا قبول نہیں ہوتی

اب ہم بقیہ آیات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ ایک دعا یہ بتائی گئی ہے کہ

(-) ابراہیم: ۴۵ اور تو لوگوں کو اس دن سے ڈرا جس دن عذاب ان کو آلے گا (-) وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا ہے وہ خدا سے یہ استدعا کریں گے کہ اے خدا ہمیں کچھ اور مہلت دے دے (-) ہم تیری دعوت کو قبول کریں گے اور تیرے بھیجے ہوؤں کی پیروی کریں گے۔ کیا اس سے پہلے تم یہ قسمیں نہیں کھایا کرتے تھے کہ تمہیں کبھی کوئی زوال نہیں ہوگا

(-) ابراہیم: ۴۶

اور تم ان لوگوں کے گھروں میں بسے رہے جنہوں نے تم سے پہلے اپنی جان پر ظلم کئے تھے۔ (-) اور تم پر خوب روشن ہو چکا تھا کہ ان کے ساتھ ہم نے کیا سلوک کیا تھا (-) اور ہم نے تمہارے سامنے کھول کھول کر مثالیں پیش کی تھیں۔ (-) اور جو مکر وہ کر سکے انہوں نے وہ سارے مکر کئے اور اللہ کے پاس ان کے مکروں کا مکمل ریکارڈ موجود ہے (-) خواہ ان کے مکر ایسے بھی تھے جس سے پہاڑ ٹل جاتے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے مکروں کو ناکام کر دیا۔

یہ جو دعا ہے یہ ویسی ہی دعا ہے جیسی کئی دعائیں اس سے پہلے بھی آپ کے سامنے پیش کی جا چکی ہیں کہ عین اس وقت جبکہ خدا کا فیصلہ آجاتا ہے اس وقت کی دعا قبول نہیں ہوا کرتی۔ اس سے پہلے فرعون کی دعا کی مثال بھی گذر رہی ہے لیکن اس میں خدا تعالیٰ نے خود استثنا فرمایا ہے کہ جزوی طور پر میں تیری بات مانوں گا لیکن مکمل طور پر نہیں مانی جائے گی۔ اکثر دعائیں تو وہ بیان کی گئی ہیں جو قیامت کے دن جہنم کے سامنے پیش کرتے ہوئے یا جہنم کے اندر ظالموں کی التجائیں ہیں اور ان سب کے رد ہونے کا ذکر ہے۔ کچھ دعائیں وہ ہیں جو موت کا منہ دیکھ کر یا عذاب کا منہ دیکھ کر کی جاتی ہیں ان کے بھی اکثر رد ہونے کا ذکر ہے۔ سوال یہ ہے کہ ان کی دعائیں صرف دو تین مضمونوں پر کیوں مشتمل ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ (صاحب ایمان) کو تو ایسے دور میں ابتلاؤں کی ایک لمبی زندگی ملتی ہے جبکہ دعائیں قبول ہو سکتی ہیں، وہ دعائیں کرتا ہے اور دعائیں مقبول ہوتی ہیں۔ اور اس کے بے شمار نمونے ہیں جو اس کی زندگی کے مختلف حالات پر چسپاں ہوتے ہیں لیکن کافر کی دعائیں ہوتی اس وقت کی ہیں جبکہ آخری وقت آ پہنچا ہو۔ اس لئے صرف نجات کی چند دعائیں یا عذاب سے بچنے کی دعا کے سوا آپ کو کوئی دعا نظر نہیں آئے گی۔ ان کو دعا کا شعور نہیں ہوتا۔ اس لئے دعا کے بہت تھوڑے نمونے ہیں جو قرآن کریم نے ہمارے سامنے رکھے ہیں لیکن ان پر بھی جب غور کریں تو ان سے ہمیں بہت سی نصیحت ملتی ہے۔ یہاں ایک عجیب بات یہ ہے کہ یہ ذکر فرمایا کہ جب وہ عذاب کا منہ دیکھیں گے تو بچنے کے لئے دعا کریں گے لیکن جو جواب اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اس کا بظاہر اس دعا سے تعلق نہیں ہے فرمایا (-) تم وہی لوگ نہیں ہو جو اس سے پہلے قسمیں کھایا کرتے تھے کہ تم پر کبھی زوال نہیں آئے گا۔ وہ تو یہ دعا کر رہے ہیں کہ اے خدا! ہمیں بچا لے۔ ہم توبہ کریں گے۔ ہم سے عذاب ٹال دے تاکہ ہم دوبارہ موقعہ پائیں کہ تیرے رسولوں کی پیروی کریں اور تجھ پر ایمان لائیں لیکن جواب یہ دیا جا رہا ہے کہ کیا اس سے پہلے تم ہی لوگ یہ قسمیں نہیں کھایا کرتے تھے کہ ہمیں کوئی زوال نہیں آئے گا۔

اصل بات یہ ہے کہ یہاں ان کافروں کا ذکر ہے جو زمین میں تکبر کرتے ہوئے خدا کی جگہ لینے کی کوشش کرتے ہیں اور خدا کے بھیجے ہوؤں کو ایسے چیلنج کرتے ہیں کہ جن کے نتیجے میں گویا خدائی کے اختیارات ان کو مل چکے ہیں اور کھلے کھلے چیلنج کرتے ہیں کہ جو کچھ کرنا ہے کر لو۔ جو عذاب لا سکتے ہو لے آؤ ہم پر کبھی کوئی زوال نہیں آئے گا۔ ہمیں ہمیشگی کی بادشاہت عطا ہوئی ہے۔ ہماری طاقت کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا تو یہ ساری کہانی ہے جو اس قسم کے اندر بیان فرما دی گئی۔ تم یہ کہا کرتے تھے اور قسمیں کھایا کرتے تھے کہ تمہیں زوال نہیں آئے گا۔ کن معنوں میں زوال نہیں آئے گا۔ جب وہ انبیاء سے ٹکر لیتے تھے تو ان کو وہ کہا کرتے تھے کہ جو کرنا ہے کر گذرو۔ جو دعائیں کرنی ہیں کر دو۔ کوئی دنیا میں ایسی طاقت نہیں۔ کوئی آسمان پر ایسی طاقت نہیں جو ہماری ترقیوں کو تنزل میں بدل دے۔ فرمایا کہ جن کے تکبر کا یہ حال تھا وہ جب عذاب کو سامنے دیکھتے ہیں اور اس زوال کو دیکھتے ہیں جس کے متعلق وہ انکار کیا کرتے تھے تو اس وقت ان کی دعا کے قبول ہونے کا کوئی وقت نہیں رہتا (-) اور تم ان لوگوں کے گھروں میں بس رہے ہو جنہوں نے تم سے پہلے اپنی جان پر ظلم کئے) یہاں ہر جگہ جہاں کافر کی یا ظالم کی دعا بیان ہوئی ہے اس کے رد ہونے کے دلائل بھی بیان فرما دیئے گئے ہیں۔ فرمایا تم تو ایسے لوگ ہو جو تم نے کبھی نصیحت پکڑی ہی نہیں۔ اب عذاب کو دیکھ کر کیسے نصیحت حاصل کرو گے۔ کیا اس سے پہلے تم جیسے لوگوں پر عذاب نہیں آئے تھے؟ کیا انہی کے گھروں میں تم بستے نہیں رہے؟ کیا تم نے تاریخ سے یہ سبق نہیں سیکھے کہ تم جیسے کام کرنے والے تم سے پہلے ہلاک کر دیئے گئے۔ پس اگر عذاب سے تم نے نصیحت پکڑنی ہے تو پہلوں کے عذاب سے کیوں نصیحت نہ پکڑی۔ وہ بھی تو تم جیسے ہی تھے۔ تمہارے جیسے کاموں کے نتیجے میں وہ اپنے بد انجام کو پہنچے۔ پس تمہارے سامنے ان کا ماضی ہے اور اب تم اس ماضی کو بھلا کر، نظر انداز کرنے کے بعد جب اس کو مستقبل کے طور پر اپنے سامنے دیکھ رہے ہو تو ہمیں کہتے ہو کہ ہمیں واپس کر دو۔ ہم نصیحت پکڑیں گے یہ فطرت کے خلاف بات ہے جسے نصیحت پکڑنی ہو وہ دوسرے کے بدحال کو دیکھ کر اپنے لئے نصیحت کا رستہ اختیار کرتا ہے اور نیکی کا رستہ اختیار کرتا ہے جب اپنے اوپر آ پڑے تو پھر بچنے کا کوئی سوال نہیں رہا کرتا (-) اور پھر وہ بھی تمہاری طرح بہت مکر کرنے والے تھے گو خدا کے پاس ان کا مکر ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے کہ ان کے مکر کو جس طرح چاہے ذلیل اور رسوا کر کے نامراد کر دے (-) ان کے مکر خدا کی مٹھی میں ہیں۔ وہ خدا والوں کو کیا کہہ سکتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ خدا کے پاس ان کے مکروں کا مکمل ریکارڈ موجود ہے (-) اگر ایسے ایسے مکر بھی ان کے پاس ہوتے جن سے پہاڑ ٹل جاتے تب بھی خدا کے قبضۂ قدرت میں تھے۔ خدا کی اجازت کے بغیر وہ سارے مکر بے اثر رہتے اور بے اثر رہے تو جو دعا آخر پر نا منظور کی جاتی ہے اس کا فیصلہ بھی خدا تعالیٰ ساتھ ساتھ بیان فرماتا چلا جا رہا ہے (-) (الحجر: ۲۹)

اس ذکر کے بعد کہ کس طرح ہم نے انسان کو ایک گلی سڑی مٹی سے پیدا کیا اور پھر فرشتوں کو اس کی اطاعت کا حکم دیا، فرماتا ہے: سب نے اطاعت کی سوائے ابلیس کے، جب خدا نے پوچھا کہ کیوں تو نے اطاعت نہیں کی تو اس نے کہا کہ (-) (الحجر: ۳۴) کہ میں ان میں سے نہیں ہوں جو ایک ایسی ذلیل چیز کی اطاعت کریں جسے تُو نے گندی مٹی سے پیدا کیا ہے ایسی گھٹیا اور رسوا چیز کی اطاعت کرنے والوں میں میں نہیں ہوں (-) (سورۃ الحجر: ۳۵) فرمایا کہ تو اپنی موجودہ کیفیت سے باہر نکل جا یعنی ہم تجھے اس حالت میں نہیں رہنے دیں گے جس حالت میں ہم نے تجھے بنایا تھا۔ تجھے ذلیل و رسوا کریں گے (-) (الحجر: ۳۶) اور قیامت کے دن تک کے لئے تجھ پر لعنت ہے۔

شیطان صاحب عقل بھی ہوتے ہیں

یہ سننے کے بعد تب شیطان نے دعا کی ہے لیکن یہاں لفظ شیطان نہیں ہے بلکہ ابلیس ہے۔ (-) (الحجر: ۳۳) یہاں لفظ ابلیس خاص طور پر قابل توجہ ہے۔ میں آگے جا کر بیان کروں گا کہ کیوں یہ یہاں خاص اہمیت رکھتا ہے (-) (سورۃ الحجر: ۳۷) اے خدا! مجھے اس وقت تک کے لئے مہلت دے کہ لوگوں کو تو دوبارہ نئی زندگی عطا کرے گا (-) (سورۃ الحجر: ۳۸) فرمایا: ہاں ہم تجھے اس وقت تک کے لئے مہلت دیتے ہیں (-) (سورۃ الحجر: ۳۹) اس معین وقت تک کے لئے جس کا ذکر گذر چکا ہے (-) (سورۃ الحجر: ۴۰) اے میرے رب! چونکہ تو نے مجھے گمراہ قرار دے دیا ہے۔ میں ان کے لئے زمین میں جو کچھ ہے وہ بہت ہی حسین اور خوبصورت بنا کر دکھاؤں گا (-) اور میں تیرے سب کے سب بندوں کو گمراہ کر دوں گا (-) (سورۃ الحجر: ۴۱) وہاں شیطان نے خود یہ استثناء کیا کہ سوائے ان بندوں کے جو تیرے مخلص بندے ہیں۔ یہاں مخلِص کا لفظ نہیں بلکہ مخلَص کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ مراد یہ ہے کہ جن کو تو خالص کر دے۔ پس شیطان نے جو بات کی ہے وہ بھی حکمت کی بات ہے اور شیطان کی طرف بھی قرآن کریم نے جو باتیں منسوب کی ہیں ان میں سے بعض عقل اور سمجھ کی باتیں ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ بڑے بڑے شیطان دنیا میں صاحب عقل بھی ہوتے ہیں مگر انکار کی دفعہ اُن کی عقلیں ماری جاتی ہیں جس طرح ابوجہل پہلے ابوالحکم کہلاتا تھا۔ حکمت کا باپ، وہ جہالت کا باپ بن گیا اور یہاں ابلیس سے مراد میں سمجھتا ہوں ہر دور کا ابلیس ہے۔ اور مہلت دینے سے مراد یہ ہے کہ جب بھی خدا تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی کو بھیجتا ہے تاکہ اس کے خالص بندوں کا انتخاب کیا جائے اور ظاہری بندوں سے سچے اور مخلص بندوں کو الگ کر کے دکھایا جائے تو اُن کو نبی کے ذریعے مخلص بنایا جاتا ہے۔ وہ لوگ جو نبی کی اطاعت کرتے ہیں وہ خدا کی طرف سے خالص بنائے جاتے ہیں۔ اپنے طور پر کوئی خالص نہیں بن سکتا، تو یہ نبوت کا مضمون ہے جس کو شیطان نے یہاں بیان کیا ہے وہ کہتا ہے ہاں وہ لوگ جن کو نبوت کے ذریعے تیری طرف سے خلوص عطا ہوگا اور وہ نبوت کی پیروی کے ذریعے مخلص بنائے جائیں گے وہ یقیناً میری پیروی نہیں کریں گے (-) (سورۃ الحجر: ۴۲) خدا تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا۔ یہ وہ سیدھا رستہ ہے جو میری طرف آتا ہے۔ یعنی شیطان بھی وہیں بیٹھا ہوا بھکا رہا ہے اور خدا کے انبیاء بھی اسی رستے پر نیک نمونے دکھا رہے ہیں اور جن کو خدا کے اُن نیک بندوں پر ایمان لانے کی توفیق ملتی ہے وہ مخلص بنا دیئے جاتے ہیں اور اُن پر شیطان کا کوئی دخل نہیں رہتا فرمایا (-) (الحجر: ۴۳) میرے بندوں پر تجھے کوئی تسلط نہیں، سوائے اُن کے جو پہلے سے گمراہ ہوں اور ٹیڑھی طبیعت رکھتے ہوں (-) (سورۃ الحجر: ۴۴) اور جہنم تم سب کے لئے وعدہ ہے (-) سب کے سب اس جہنم میں داخل ہو گے (-) اس کے سات دروازے ہیں (-) (سورۃ الحجر: ۴۵) اور ان کے ہر دروازے کے لئے ایک حصہ مقرر ہو چکا ہے۔ ایک ایسا جز ہے جو پہلے سے تقسیم شدہ ہے وہ اُن دروازوں کے ذریعے داخل ہوگا۔

شیطان انہی کو گمراہ کر سکتا ہے جن میں کجی ہو

ان سادہ سی آیات میں بہت سی حکومت کی ایسی باتیں ہیں جن کا ذکر ضروری ہے۔ شیطان نے تو صرف اتنا کہا تھا کہ تیرے مخلص بندوں کے سوا میں سب کو گمراہ کر دوں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جن کو تو گمراہ کرے گا اُن پر بھی تیرا تسلط اس وجہ سے ہوگا کہ اُن کے اندر کجی موجود ہوگی ورنہ تیرا کچھ بھی اختیار نہیں ہے۔ یہ ایک بہت گہرے فلسفے کی اور حکمت کی بات ہے جیسے (صاحب ایمان) کو سمجھ لینا چاہیئے کہ شیطان کا کسی پر بھی کوئی تسلط نہیں ہے۔ جن کو خدا مخلَص کر دے ان پر تو اس کے تسلط کا سوال ہی نہیں، دوسرے جو بندے ہیں ان میں سے وہ جو ٹیڑھے ہوں وہی شیطان کو دعوت دیتے ہیں۔ جن کے نفس میں کجی نہ ہو اُن پر شیطان کو غلبہ نہیں مل سکتا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (-) میرے بندوں پر تو تیرے غلبے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا (-) سوائے اس کے کہ کوئی ٹیڑھے لوگ خود تیری پیروی کریں۔

اندر کی کجی باہر کے گناہ کو بلاتی ہے

پس گناہ کا فلسفہ ہے جو بہت کھول کر بیان فرما دیا گیا۔ اگر اب اپنی غلطیوں پر کوئی انسان گہری نظر سے نگاہ ڈالے اور اپنے ماضی کے حالات کا مطالعہ کرے تو اس پر یہ خوب کھل جائے گا کہ اندر کی کجی ہے جو باہر سے گناہ کو بلاتی ہے۔ جب تک وہ کجی انسانی فطرت میں پیدا نہ ہو انسان گناہ کی طرف نہ راغب ہو سکتا ہے نہ گناہ اسے مغلوب کر سکتا ہے۔ اس لئے پہلے اندر ایک فیصلہ ہو جاتا ہے اور وہ وہی فیصلہ ہے جو آگے پھر گناہ کے رستوں کی پیروی کرنے کی توفیق دیتا ہے۔ پس کیسا خوبصورت اور واضح انسانی فطرت کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ پس اندر کی جو کجی ہے اس کا نام شیطان ہے اور باہر سے بلانے والے جو ہیں وہ ابلیس ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دور میں بھی ابوجہل ایک ابلیس تھا اور اسی طرح ہر دور میں بہت سے ابلیس پیدا ہوتے ہیں۔ ضروری نہیں کہ صرف ایک ہی ہو۔ وہ بدیوں کی طرف بلاتے ہیں اور ہر انسان کے اندر ایک شیطان ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ہر شخص کی رگوں میں شیطان دوڑ رہا ہے اور ہر شخص کا اپنا شیطان ہے۔ جب پوچھا گیا کہ یا رسول اللہؐ! آپ کا بھی شیطان ہے تو آپ نے فرمایا: ہاں لیکن وہ مسلمان ہو گیا ہے۔ یعنی میرے اندر کوئی کجی رہی نہیں۔ یہ فطرت کا بہت گہرا راز ہے۔ ہر انسان کی رگوں میں کچھ نہ کچھ کجی موجود ہوتی ہے جو اُسے باہر کی بد آواز کے سامنے سر جھکانے پر آمادہ کر دیتی ہے اور اصل خطرناک شیطان اندر کا شیطان ہے اور وہ شیطان اگر مسلمان ہو جائے تو پھر دنیا میں کسی کو اس شخص کے اوپر غلبہ نہیں نصیب ہو سکتا یعنی خدا کے سوا کسی کو اس شخص پر غلبہ نصیب نہیں ہو سکتا۔

جنت اور جہنم کے سات دروازوں کا مطلب

اس گہری انسانی فطرت کے راز کو سمجھنے کے بعد ایک انسان شیطانی اثرات سے یا ابلیسی اثرات سے بہتر رنگ میں بچ سکتا ہے اور پھر مزید اس بات کو واضح فرما دیا کہ یہاں فطرت انسانی کی بات ہو رہی ہے۔ فرمایا: جہنم جس میں یہ لوگ داخل کئے جائیں گے (-) اس کے سات دروازے ہیں۔ جنت کے بھی سات دروازے بتائے گئے ہیں اور جہنم کے بھی سات دروازے بتلائے گئے ہیں اس ضمن میں ربوہ میں آغاز کے سالوں میں میں نے ایک مرتبہ ایک خطبہ دیا تھا جس میں سمجھایا تھا کہ ان دروازوں سے کیا مراد ہے۔ پانچ تو حواس خمسہ ہیں۔ کان کا دروازہ، آنکھ کا دروازہ، قوت شامہ کا دروازہ، مزے کا دروازہ، لمس کا دروازہ، وغیرہ وغیرہ۔ یہ پانچ سوراخ ایسے ہیں جن کے ذریعے انسان بیرونی دنیا سے رابطہ کرتا ہے۔ اگر ان دروازوں پر پہرے نہ بٹھائے گئے ہوں تو جہاں بھی کمزوری ہوگی وہاں سے کوئی اُچکا داخل ہو سکتا ہے، کوئی چور آ سکتا ہے۔ پس جو لوگ ان دروازوں کی حفاظت کریں وہ خدا کے فضل کے ساتھ امن میں رہتے ہیں لیکن دو دروازے اندر بھی ہیں، ان میں سے ایک دماغ کا دروازہ ہے اور ایک دل کا دروازہ ہے اور یہ دونوں دروازے ایسے ہیں جو تمام پانچوں اثرات کو قبول کرتے یا رد کرتے ہیں اور اُن اثرات کے نتیجے میں ان کی اپنی ایک شخصیت پیدا ہوتی ہے۔ ایک شخصیت ذہنی قابلیتوں کی شخصیت ہے، ایک شخصیت جذباتی قابلیتوں کی شخصیت ہے۔ اور یہ دونوں چیزیں بیرونی اثرات سے رفتہ رفتہ بنتی ہیں اور اندرونی قابلیتوں کے اوپر جب بیرونی اثرات اپنی روشنی ڈالتے ہیں تو ان کے نتیجے میں اندر سے ایک روشنی پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح جب بیرونی اندھیرے اندر کے اندھیروں پہ اپنا اثر ڈالتے ہیں تو اندر سے ایک اور تاریکی پیدا ہوتی ہے۔ پس ذہنی تاریکیاں ہوں یا قلبی تاریکیاں ہوں۔ ذہنی روشنیاں ہوں یا قلبی روشنیاں ہوں، یہ دو دروازے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر انسان کے اندر کھلے رہتے ہیں۔ پس قرآن کریم نے جب فرمایا کہ سات دروازوں سے تم لوگ جہنم میں داخل کئے جاؤ گے تو مراد یہ ہے کہ اندر کے شیطان، انسانی نفس کے ساتھ لگے ہوئے جو شیطان ہیں یہ سب سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ ان میں سے زبان، آنکھ، ناک وغیرہ وغیرہ، یہ جتنے بھی حواس خمسہ کے دروازے ہیں ان پر اگر انسان قابو پالے اور ان کو خدا کے سپرد کر دے تو پھر اندر کے دو دروازے بھی واقعۃً خدا کے سپرد ہو جاتے ہیں یعنی ذہن کا دروازہ اور دل کا دروازہ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے لوگ وہ ہیں جو مخلصین ہیں۔ جن کو اللہ کے لئے خالص کر دیا گیا ہے اُن پر کسی ابلیس کو کوئی تسلط نہیں ہو سکتا۔ یہ مضمون سمجھنے کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ کتنا مشکل کام ہے اور خدا تعالیٰ نے صراطِ مستقیم کی یہ تعریف فرمائی ہے کہ یہ صراطِ مستقیم ہے جہاں یہ سب کچھ ہوتا ہے اور روز پانچ وقت پانچ نمازوں میں ہر رکعت میں ہم یہ دعا کرتے ہیں کہ ہمیں صراطِ مستقیم پر چلا۔ کیسی صراطِ مستقیم ہے جہاں نیک بھی چلتے ہیں، بد بھی چلتے ہیں۔ ٹھوکریں کھانے والے لوگ بھی ہیں، بچ کر نکل جانے والے لوگ بھی ہیں۔ اکثر وہ ہیں جو رستہ کھو دیں گے۔ کم وہ ہیں جو خوش نصیب ہیں اور جو آخر منزل تک پہنچیں گے ان سب کے مضامین قرآن کریم نے تفصیل سے کھول کر ہمارے سامنے رکھے۔ تمام دعائیں ہمیں سکھائیں اور ان بد دعاؤں سے ہمیں متنبہ کیا جو مغضوب علیھم اور ضالین کی دعائیں ہیں لیکن وہ بھی آپکو صراطِ مستقیم پر ہی ملتے ہیں لیکن وہ صراط جو سیدھی خدا تک پہنچا دیتی ہے وہ (اللہ کے مخلص بندوں) کی راہ ہے اور انہیں کی دعائیں کرتے ہوئے ہمیں ان رستوں پر آگے بڑھنا چاہئیے اور جو جو ٹھوکریں خدا تعالیٰ نے ہم پہ کھول دی ہیں اُن سے بچنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئیے لیکن اس یقین کے ساتھ کہ اپنی کوشش سے کوئی انسان نیک نہیں ہو سکتا جب تک دعا کے ذریعے اُسے توفیق نہ ملے اور دعا کی قبولیت کے لئے ضروری ہے کہ دل سے ایک خالص آواز اس دعا کی قبولیت کے لئے اُٹھے۔ عام دعاؤں کے لئے تو دل سے خالص آوازیں آسانی سے اٹھ جاتی ہیں مگر نیکی کی دعا کے لئے دل کی خالص آواز کو بلند کرنا بہت مشکل کام ہے۔ یہ بات میں آپ کو اچھی طرح سمجھا دینا چاہتا ہوں۔ آپ اگر یہ دعا کریں کہ ہمارا بچہ ٹھیک ہو جائے تو دل سے نکلے گی۔ یہ دعا کریں کہ اے خدا ہمیں اس بلا سے نجات بخش دے۔ ہمیں اس طوفان سے بچا لے تو دل سے اٹھے گی۔ چنانچہ قرآن کریم نے جیسا کہ میں نے پہلی دعاؤں میں ذکر کیا ان دعاؤں کی قبولیت کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں پتہ تھا کہ بعد میں یہ لوگ مکر جائیں گے لیکن اس وقت دل سے دعا کر رہے تھے۔ ایک مضطر کی دعا تھی اور ہم نے اس کو قبول کر لیا لیکن نیکی کی دعا مانگنا سب سے مشکل دعا ہے کیونکہ وہ بہاؤ کے خلاف دعا ہے۔ انسانی فطرت گناہوں کی پیروی کرتی ہے۔ اس کی طرف دھکیل کرلے جانا چاہتی ہے۔ طبیعت کا طبعی بہاؤ مزے کی طرف ہے، لذتوں کی طرف ہے، آرام طلبی کی طرف ہے۔ بہاؤ کے خلاف دعا کرنا سب سے مشکل دعا ہے۔ واقعۃً نیکی کی دعا مانگتے ہوئے ہر انسان اگر اپنے نفس کو کرید کر دیکھے اور یہ غور کرے کہ واقعۃً وہ خدا سے ان سب چیزوں سے بچنے کی دعا مانگ رہا ہے تب اس کو پتہ چلے گا کہ وہ دعا کچھ نیم جان سی دعا تھی۔ انسان کہتا ہے کہ مجھے نیکی عطا کر لیکن ساتھ ڈرتا بھی ہے اور پوری طرح نیت بھی نہیں رکھتا۔ ایک شخص مثلاً رزقِ حلال کی دعا مانگتا ہے۔ اب اس کے لئے روزانہ رزقِ حرام کئی طرح سے بہت خوبصورت بن کر ظاہر ہوتا ہے اگر ان سب امکانات کو پیشِ نظر رکھے اور پھر یہ دعا کرے کہ اے خدا مجھے رزقِ حلال عطا کر تب اس کو سمجھ آئے گی کہ مخلص دعا ہوتی کیا ہے۔ وہ دعا مخلص نہیں ہو گی جب تک کہ وہ پہلے رزقِ حرام کے سارے دروازے اپنے اوپر بند نہیں کر لیتا اور خدا سے یہ کہہ نہیں دیتا کہ میں نے کر دیئے ہیں۔ اب میں التجا کرتا ہوں کہ وقت کے اوپر آ کر ٹھوکر نہ کھا جاؤں۔ اس وقت تک یہ دعا خالص نہیں ہو سکتی تو مخلص دعا یعنی نیکیوں کے معاملے میں مخلص دعا سب سے مشکل دعا ہے۔ اپنے بچوں کے لئے آپ کر سکتے ہیں۔ اپنے مرے ہوئے بزرگوں کے لئے کر سکتے ہیں کیونکہ ان کی خاطر آپ کو اپنے اندر تبدیلی کی ضرورت نہیں ہے۔ آسانی سے کر سکتے ہیں۔ مائیں بچوں کو جتنی مرضی دعائیں دے لیں۔ اے خدا! ان کو نیک بنا۔ سب ٹھیک ہے لیکن اپنے لئے نیکی مانگیں، اپنی کجیاں درست کرنے کی دعائیں مانگیں، اپنے جھوٹ سے بچنے کی دعا مانگیں۔ اپنے لئے نمازیں پڑھنے کی توفیق پانے کی دعائیں مانگیں اور بہت سی ایسی دعائیں مانگیں تب ان کو سمجھ آئے گی کہ بچوں کے لئے تو پہلے منہ سے آسانی سے دعائیں کر لیں۔ مرے ہوئے بزرگوں کے لئے بھی کر لیں لیکن وہ دعائیں بھی تب زیادہ مقبول ہوں گی اگر اپنے لئے بھی اسی جان کے ساتھ دعائیں کی جائیں۔ اس لئے اپنے لئے دعائیں یہ بھی فیصلہ کر دیتی ہیں کہ مستقبل کے لئے مقبول ہوں گی یا نہیں اور ماضی کے لئے مقبول ہوں گی کہ نہیں۔ انبیاء کی نیکیوں کی دعائیں کیوں ان کی اولاد کے حق میں مانی جاتی ہیں۔ عام انسان کے لئے کیوں نہیں مانی جاتیں۔ یہ بھی تو ایک مسئلہ ہے۔ پس مغضوب علیھم کی دعاؤں پر جب آپ غور کرتے ہیں تو بہت سی نیک لوگوں کی دعاؤں کی حکمتیں بھی سمجھ آنے لگ جاتی ہیں۔ اسی لئے یہ مضمون ضروری ہے اور اسی لئے میں آپ کے سامنے اسے کھول کر رکھنا چاہتا ہوں۔ جو مغضوب لوگوں کی دعائیں ہیں یا کج لوگوں کی دعائیں ہیں وہ جب نیکی کی دعائیں بھی کرتے ہیں تو ان کے اندر ایک کجی ہو جاتی ہے اور اس کجی کی وجہ سے وہ دعائیں رد ہو جاتی ہیں اور دوسروں کے لئے خواہ کجی نہ بھی ہو چونکہ اپنے لئے کجی ہوتی ہے اس لئے دوسروں کی دعاؤں میں بھی کمزوری واقع ہو جاتی ہے۔

خدا کے نشانوں کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لینے کی سزا

قیامت کے دن ایک سوال ہے پوری دعا نہیں بنتی اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ جب کسی کو اندھا بنا کر اٹھائے گا یعنی دوسری دنیا میں نور سے عاری کر دے گا۔ بصیرت سے عاری فرما دے گا تو وہ یہ کہے گا (-) (سورۃ طٰہٰ ۱۲۶) کہ اے میرے رب! تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھا دیا۔ میں تو دنیا میں دیکھا کرتا تھا (-) اللہ فرمائے گا کہ اسی لئے یعنی دلیل یہ ہے کہ تیرے پاس میرے نشانات آیا کرتے تھے یا آتے رہے اور تو نے انہیں نظرانداز کر دیا (-) یہاں "بھلا دینا" اُن معنوں میں نہیں کہ ایک چیز یاد تھی اور بھلا دی گئی۔ (-) انہیں اس طرح نظرانداز کر دیا کہ گویا وہ بھول چکے تھے۔ ان کو فراموش کر دیا۔ ان کی طرف توجہ ہی نہیں کی (-) (سورۃ طٰہٰ : ۱۲۷) اور آج تجھے اسی طرح بھلا دیا جائے گا۔ دیکھتے ہوئے نہ دیکھنے کا مضمون ہے جو بیان ہوا ہے (-) مطلب یہ نہیں ہے کہ تو نے کوئی یاد چیز کو بھلا دیا بلکہ مراد یہ ہے کہ تیرے سامنے تھی اور تو نے دیکھا ہی نہیں۔ نظرانداز کر دیا تو جو چیز اپنی مرضی سے تو نے نہیں دیکھی آج تجھے نظر ہی نہیں آئے گی اور آج تو بھی اسی طرح خدا کے سامنے بھلا دیا جائے گا اور تیری ضرورتوں کی پرواہ نہیں کی جائے گی۔ یہ بہت ہی دردناک سزا ہے اور یہ سزا ہم دنیا میں اپنے لئے بناتے چلے جاتے ہیں۔ جب خدا کی طرف سے کوئی بات ظاہر ہو جائے اسے دیکھنے کے باوجود آنکھیں بند کر لی جائیں تو اس پر یہ مضمون صادق آتا ہے (-) روزمرہ کی زندگی میں بعض دفعہ انسان (صاحب ایمان) ہوتے ہوئے بھی ایسی غلطیاں کر جاتا ہے اس لئے اس سوال کا جواب خدا نے ہمیشہ کے لئے دے دیا کہ تم آئندہ کی زندگی کے لئے اپنی بصارت اور بصیرت خود بناؤ گے یا خود بگاڑو گے۔ اگر اس دنیا میں تم اندھے بن کر رہو گے تو قیامت کے دن بھی اندھے ہی اٹھائے جاؤ گے اور اگر اس دنیا میں روشنی پاؤ گے تو پھر قیامت کے دن بھی روشنی عطا ہو گی۔

اس کا تعلق صرف آنکھوں سے نہیں بلکہ حواس خمسہ سے ہے۔ تمام حواس کا تعلق خدا تعالیٰ کی بعض فرمانبرداریوں اور بعض نشانات سے ہے اور جہاں جہاں انسان ان کو بھلاتا ہے وہاں اگر کلیۃً ان پر فالج نہیں گرا دیتا تو کم سے کم ان حصوں کو بیمار کر دیتا ہے اور قیامت کے دن ان حصوں سے اس نے جنت کی لذتیں پانی ہیں یا اس جنت سے محرومی کے نتیجے میں عذاب دیکھنا ہے۔ اس لئے بہت ہی احتیاط کی ضرورت ہے کہ اس دنیا میں ہم اپنے حواسِ خمسہ کو اس طرح استعمال کریں کہ ان سے ملتے جلتے ان سے تعلق رکھنے والے حواس خمسہ آئندہ کی دنیا میں پیدا ہوتے رہیں۔ چنانچہ جب میں نے کہا کہ اس کا تعلق صرف آنکھوں سے نہیں بلکہ دوسرے حواس سے بھی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم اس کے بعد فرماتا ہے کہ (-) ہم اسی قسم کا سلوک ہر اس شخص سے کرتے ہیں جو اسراف سے کام لیتا ہے اور خدا تعالیٰ کے نشانات پر ایمان نہیں لاتا اور ان کا انکار کرتا ہے (-) اس ضمن میں جو بعد میں آنے والا عذاب ہے وہ زیادہ سخت ہو گا اور باقی رہنے والا ہو گا۔ یہ دعا سورہ طٰہٰ ۱۲۵ تا ۱۲۸ سے ہے۔

سورۃ مومنون کی ۱۰۰ تا ۱۰۲ آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (-) یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی ایک کو موت آ جائے تو وہ یہ کہے گا کہ اے خدا! مجھے لوٹا دے (—) تاکہ میں جو جگہ چھوڑ کر آیا ہوں اس جگہ واپس جا کر نیک اعمال بجا لاؤں یعنی اپنی زندگی کو نئے اعمال سے زینت دوں (—) خبردار ایسا نہیں ہو گا (—) یہ تو محض منہ کی بات ہے جو یہ شخص کہہ رہا ہے (—)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور ایک پردہ ایسے لوگوں کے پیچھے ہے جو قیامت کے دن تک ان کے درمیان اور حقیقت کے درمیان لٹکا رہے گا (—) جب صُور پھونکا جائے گا تو اس دن ان کے درمیان کوئی قرابتیں باقی نہیں رہیں گی اور نہ وہ ایک دوسرے کا حال پوچھ سکیں گے۔

قرآن کریم میں تکرارِ مضامین کی حکمت

ایک بات تو بارہا پہلے گذر چکی ہے کہ جب پکڑ کا وقت آجائے۔ جب موت آجائے تو اس وقت بچنے کی کوئی دعا کارآمد نہیں ہوتی۔ ان مضامین کو جب دہرایا جاتا ہے تو بے وجہ نہیں دہرایا جاتا بلکہ ان کے ساتھ مزید کچھ اور مضامین بیان کر دیئے جاتے ہیں۔ قرآن کریم میں درحقیقت ایک بھی REPETITION نہیں ہے آپ کو بہت سی جگہ بعض مضامین دہرائے ہوئے دکھائی دیں گے اور انسان سمجھتا ہے کہ وہی مضمون دوبارہ، وہی مضمون دوبارہ۔ اس کے دو فائدے ہیں۔ ایک فائدہ تو یہ ہے کہ بعض مضامین بار بار نظر کے سامنے آئیں تو انسانی فطرت پر زیادہ گہرا اثر پڑتا ہے لیکن ایک اور فائدہ یہ ہے کہ ان دہرائے ہوئے مضامین کو مختلف شکلوں میں پیش کیا جاتا ہے اور قرآن کریم میں ایک بھی ایسی دہرائی نہیں جس کا پس منظر یا بعد میں آنے والی آیات اس مضمون پر کوئی نئی روشنی نہ ڈالتے ہوں۔ اس لئے کہیں بھی محض تکرار نہیں ہے بلکہ ہر تکرار کے ساتھ کچھ حکمتیں ایسی پوشیدہ ہیں جو پہلے موقعہ پر بیان نہیں ہوئی تھیں۔ یا انکے بعض پہلو بیان نہیں ہوئے تھے۔ چنانچہ یہاں بھی یہی بات ہے (—) بظاہر وہی باتیں پیش کی گئی ہیں جو پہلے بھی کئی دفعہ پیش ہو چکی ہیں مگر اس کے بعد اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (—) اور ان کے درمیان ایک پردہ ہوگا جو قیامت کے دن تک لٹکا رہے گا۔ کن کے درمیان پردہ ہے؟ یہ بحث ہے۔

ایک مضمون تو یہ ہے کہ مستقبل میں جو کچھ اُن کے لئے ظاہر ہوتا ہے وہ پوری طرح ان کو دکھائی نہیں دے گا اور ایک پردہ ہوگا لیکن جب مزید غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ اعمالِ صالحہ کے درمیان اور ان کے درمیان ایک پردہ ہے جو کبھی بھی نہیں اٹھایا جائے گا اور انہیں اعمالِ صالحہ کی توفیق مل بھی نہیں سکتی۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ زندگی میں اگر کوئی شخص بدی کی حالت میں اٹھایا جاتا ہے تو جس حد تک اس کے بچنے کا امکان تھا وہ امکان اس کو مہیا کیا جا چکا ہے۔ اور جس شخص کو ابھی اور بھی آزمائش میں ڈالنا ہو اور ابھی اس کی صلاحیتیں پوری طرح استعمال نہ ہوئی ہوں اور یہ امکان ہو کہ ابھی کچھ اور امتحان باقی ہیں تو ایسے شخص کو اگر وہ بد ہے بدیوں میں لمبی زندگی ملتی ہے اور اگر وہ نیک ہے تو نیکی میں اور لمبی زندگی ملتی ہے لیکن کوئی شخص اس وقت تک نہیں مرتا جب تک وہ اپنی نیکی یا بدی کی کیفیتوں میں اس حد تک آزمایا نہ جا چکا ہو کہ جس کے بعد یقین سے یہ کہا جا سکتا ہو کہ اب اس کے بعد اگر اس کو لاکھ سال کی زندگی بھی ملے تو اس کے اندر تبدیلی پیدا نہیں ہوگی۔ اگر کروڑ سال کی زندگی بھی ملے تو اس کے اندر تبدیلی پیدا نہیں ہوگی۔ یہی مضمون ہے جو اللہ تعالےٰ نے (اور اس کے درمیان ایک پردہ ہوگا جو قیامت کے دن تک لٹکا رہے گا) میں فرمایا ہے کہ زندگی کی حد تک ہم نے ان کو دیکھ لیا۔ یہ جو کہتے ہیں ہمیں دوبارہ موقعہ ملے گا تو ہم نیک اعمال کریں گے۔ یہ سب بکواس، جھوٹ ہے، منہ کی باتیں ہیں۔ قیامت تک یہ لوگ اب نیکی کی توفیق نہ پانے والے ہیں تب ہم نے ان کو ایسی حالت میں اٹھایا ہے اور پھر اس مضمون کو آگے بڑھا کر فرمایا (—) (جب صُور پھونکا جائے گا تو اس دن ان کے درمیان کوئی قرابتیں باقی نہیں رہیں گی اور نہ وہ ایک دوسرے کا حال پوچھ سکیں گے) ان کے اور ان کے نیک ساتھیوں کے درمیان کوئی رشتہ بھی باقی نہیں رہے گا جس طرح ان کے اور ان کے اعمال کے درمیان کوئی رشتہ نہیں اسی طرح ان کے اور ان کے وہ رشتے دار جو نیک تھے اُن کے درمیان کوئی رشتہ اب دوبارہ قائم نہیں ہوگا بلکہ ان کے بدوں کے ساتھ رشتے رہیں گے اور جس طرح یہاں انسان اپنے نیک ساتھیوں کے بھی حال پوچھ لیا کرتا ہے۔ اولاد ہو یا ماں باپ ہوں یا اور عزیز ہوں، اقرباء ہوں نیک اور بد اکٹھے رہتے ہیں لیکن یہاں مرنے کے بعد فرمایا کہ بدوں اور نیکوں کی دنیا الگ کر دی جائے گی اور وہ ایک دوسرے کے حال پوچھنے کی بھی توفیق نہیں پائیں گے سوائے اس کے کہ قرآن کریم میں بعض جگہ نمونتہً خدا تعالےٰ سے استدعا کی گئی ہے کہ ہمیں ان لوگوں کا حال بتا اور خدا تعالےٰ ان کو توفیق دے گا کہ نمونتہً دوسرا حال دیکھ لیں۔ وہ ایک الگ مضمون ہے جو استثناء کے طور پر ہے اور اس آیت میں عمومی مضمون ہے جو بیان ہوا ہے۔

دنیا بھر میں بجٹ سے زائد آمد

اب میں اس مضمون کو سر دست یہاں چھوڑتا ہوں کیونکہ مختصراً ایک اور بات بھی آپ کے سامنے رکھنی ہے۔ ہمارا مالی سال ۳۰ جون کو اختتام کو پہنچا ہے۔ میں چونکہ دَورے پر تھا اس لئے میں اس کے متعلق پہلے کوئی گفتگو نہیں کر سکا۔ واپس آنے کے بعد مجھے بعض اطلاعیں ملی ہیں اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے جن ممالک سے بھی اطلاع ملی ہے ان میں یہ خوشخبری ہے کہ بجٹ سے توقع سے زیادہ آمد ہو چکی ہے۔ پاکستان میں بھی انتہائی مشکل حالات کے باوجود مسلسل یہی مضمون ہمیشہ دہرایا جاتا ہے کہ سال ختم ہونے سے پہلے ناظر صاحب (—) مال ڈرانے کے خط لکھتے ہیں اور ایسی اطلاعیں بھیجتے ہیں کہ گویا اس دفعہ تو ہم بالکل رہ جائیں گے اور معلوم ہی نہیں ہوتا کہ کس طرح آمد پوری ہوگی لیکن میرا خیال ہے وہ دعا کی خاطر جان کے ڈراتے ہیں تاکہ دعاؤں کی طرف زیادہ توجہ پیدا ہو۔ اب میں سفر میں تھا تو مجھے ان کا خط ملا اور بہت سخت ڈرانے والا خط تھا کہ اس دفعہ تو حالت حد سے زیادہ خراب ہو چکی ہے اور کوئی صورت نظر نہیں آتی کہ گویا ہم اپنا بجٹ اس دفعہ پورا کر سکیں گے لیکن واپس آیا ہوں تو چٹھی بالکل برعکس مضمون کی موجود ہے یعنی اللہ کے فضل سے دو ہفتے کے اندر اندر ایسی کایا پلٹی ہے کہ جتنی متوقع آمد تھی اس سے بھی کئی لاکھ اوپر آمد ہو گئی ہے اور اللہ تعالےٰ کے فضل کے ساتھ باقی دنیا میں بھی یہی سلوک چلتا ہے۔ جہاں کمزوری ہے وہاں انتظامیہ کی کمزوری ہے اور انتظامیہ کی کمزوریاں دو طرح سے ہیں ایک تو یہ کہ ان کو سارا سال بیدار مغزی سے احمدیوں تک پہنچنے، ان کو ان کے فرائض یاد دلانے کی توفیق نہیں ملتی۔ بعض سیکرٹری مال سست ہو جاتے ہیں۔ کئی کئی مہینے کے بعد، بعض دفعہ سال کے بعد بتاتے ہیں کہ تمہارا سب کچھ بقایا پڑا ہے اور ہر قسم کے انسان دنیا میں ہیں۔ اخلاص کے باوجود بعض طبعاً کمزور ہوتے ہیں بعض طبعاً سُست ہوتے ہیں ان تک اگر آپ وقت کے اوپر پہنچ جائیں تو جو کچھ ہے حاضر کر دیں گے۔ لیکن جب وقت پر نہ پہنچیں تو دنیا کی دوسری ضروریات پہلے آجاتی ہیں پھر اُن پر خرچ کر دیتے ہیں۔ آخر پر ان کے لئے مشکل ہو جاتا ہے۔ جہاں بھی انتظامیہ مستعد ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت بھی وہاں اسی طرح مستعدی کے ردِّ عمل دکھاتی ہے اور جہاں انتظامیہ دعا کرنے والی ہے وہاں تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ حیرت انگیز نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ دیکھتے دیکھتے مالی امور کی کایا پلٹ جاتی ہے تو اس لئے میں اعلان کرتا ہوں (اور اب جہاں جہاں بھی خطبے کی یہ آواز پہنچے گی) کہ ایک مہینے کے اندر اندر اپنی مجالس عاملہ کی میٹنگز بلائیں اور اپنے سابقہ رویے کا تنقیدی نظر سے جائزہ لیں اور پھر دیکھیں کہ سارا سال کیا مستعدی کے ساتھ نادہندوں کی فکر کی گئی؟ کم شرح سے چندہ دینے والوں کے معیار کو بلند کرنے کی کوشش کی گئی یا نہ کی گئی؟

رپورٹیں جلد بھجوائیں

اس ضمن میں امریکہ میں میں نے مجلس عاملہ کو جو خصوصیت سے ہدایت دی تھی اسکی ریکارڈنگ باقی دنیا میں بھی بھجوا دی جائے گی۔ اس پر بھی غور کر لیں اور اپنے مالی حالات کو بہتر بنانے کی کوشش کریں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اکثر ممالک رپورٹ بھجوانے میں سستی کر دیتے ہیں۔ مثلاً اب ایک مالی سال کا جو عرصہ ہے وہ تو گزر چکا لیکن ابھی تک بھاری اکثریت ایسے ممالک کی ہے جنہوں نے یہاں رپورٹ بھیجنے کا خیال بھی نہیں کیا۔ حالانکہ ہر سال اس سال کی مکمل رپورٹ آنی چاہئے۔ پس ایک مہینے کے اندر اندر اب جماعتیں اپنی مکمل رپورٹ بھی بھجوائیں اور اس رپورٹ کے ساتھ معیّن اطلاع کریں کہ اس وقت تک اُن کے پاس کتنا حصّہ مرکز زائد پڑا ہوا ہے اور اس حصّہ مرکز کے متعلق ہدایت طلب کریں کہ اس کو کیا کرنا ہے۔

ایک زمانہ تھا جب کہ حصّہ مرکز زائد کے طور پر اکثر باہر پڑا رہ جاتا تھا کیونکہ مرکز براہ راست بہت سے جماعتی کاموں میں اس طرح ملوث نہیں تھا کہ ساری دنیا میں مرکز کی طرف سے تفصیل سے خرچ ہو رہا ہو۔ بلکہ جو جماعتیں تھیں وہی خرچ کرتی تھیں اور وہی مرکزی خرچ کے مترادف سمجھا جاتا تھا۔ اب بہت سے ایسے غیر معمولی انقلابی کام ہو رہے ہیں جن کے نتیجے میں مرکز کا خرچ بہت بڑھ چکا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب تک اس خرچ میں کمی نہیں آئی لیکن بعض جگہ یہ الجھن ضرور پیدا ہوتی ہے کہ فلاں ملک میں پتہ نہیں ہمارے کتنے پیسے پڑے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہو گئے ہیں۔ فلاں ملک میں کتنے پڑے ہوئے ہیں۔ بعض دفعہ چھ چھ مہینے تک اطلاع نہیں ملتی اور جہاں سے اس وقت ایڈیشنل وکیل المال شریف احمد صاحب اشرف ہیں ان کے سپرد میں نے کیا ہے۔ ان کو بے وجہ ضرورت سے زیادہ محنت کرنی پڑتی ہے۔ میں تمام دنیا کی جماعتوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ آج سے ایک مہینہ ختم ہونے سے پہلے مجلس عاملہ میں بھی اس صورت حال پر غور کریں اور مجھے براہِ راست وہاں سے رپورٹ بھجوائیں۔ ایڈیشنل وکیل المال کو نہ بھجوائیں۔ کیونکہ مجھے بھجوائیں گے تو مجھے پتہ لگ جائیگا کہ کس نے بھیجی ہے اور کس نے نہیں بھیجی اور ان کے ذہن میں بھی یہ دباؤ رہے گا کہ میرے سامنے بات آنی ہے۔ اسلئے ممکن ہے تھوڑا سا مزید ذمہ داری کا احساس پیدا ہو تو میں امید رکھتا ہوں کہ جلد یہ رپورٹیں آجائیں گی۔ جہاں تک مرکزی اخراجات کا تعلق ہے مجھے اللہ کے فضل سے اس بارہ میں کوئی فکر نہیں ہے کیونکہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اب تک جتنی بھی نئی سکیمیں بنی ہیں۔ جتنے بھی نئے اخراجات سامنے آئے ہیں خدا تعالیٰ از خود پورا کرتا چلا جا رہا ہے اور مجھے امید ہے کہ ہمیشہ یہی اس کا سلوک جاری رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے ہماری نیتیں پاک ہونی چاہئیں۔ مخلص ہونی چاہئیں۔ ہماری کوششیں مخلص ہونی چاہئیں۔ اور پاک ہونی چاہئیں باقی سب برکتیں اللہ اپنے فضل سے عطا فرماتا ہے اور وہی عطا فرماتا رہے گا۔

اسکے بعد میں باقی مضمون (اللہ نے چاہا تو) آئندہ ہفتے پیش کروں گا۔ ہاں ایک چھوٹا سا اعلان یہ کرنا تھا کہ اس جمعہ میں دو نئے ممالک کا اضافہ ہوا ہے جو براہ راست مواصلاتی ذرائع سے یہ خطبہ سن رہے ہیں۔ ایک تنزانیہ ہے اور ایک نیوزی لینڈ۔ تو یہ سلسلہ خدا کے فضل سے پھیلتا چلا جا رہا ہے۔ اللہ کرے آئندہ ایسے انتظام بھی ہوں کہ آڈیو ویڈیو دونوں طرح سے جماعت بیک وقت ساری دنیا میں خطبے اور بعض اہم تقاریر سے مستفید ہو سکے۔"

قراردادِ تعزیت

بر وفات محترم چوہدری ہدایت اللہ صاحب بنگوی

محترم چوہدری ہدایت اللہ بنگوی صاحب درمیان میں کھڑے ہیں۔

اراکین مجلس عاملہ برطانیہ جملہ احباب جماعت برطانیہ کی نمائندگی میں جماعت کے ایک ممتاز خادم اور بے لوث فدائی کارکن مکرم چوہدری ہدایت اللہ صاحب بنگوی امیر لندن ریجن و افسر جلسہ سالانہ برطانیہ کی اچانک رحلت پر دلی رنج و غم اور حزن و ملال کا اظہار کرتے ہیں۔ آپ ۲ اگست ۱۹۹۱ء کی صبح کو لندن میں اچانک دل کے شدید حملہ کے بعد ۷۵ سال کی عمر میں وفات پا گئے

مکرم و محترم بنگوی صاحب ۱۸ دسمبر ۱۹۱۶ء کو بنگہ ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے۔ بنگہ اور دہلی میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۳۶ء سے آپ نے مستعدی سے جماعتی کاموں میں حصہ لینا شروع کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خدمت دین کا یہ سلسلہ بڑی وفا اور خادمانہ شان کے ساتھ زندگی کے آخری سانس تک جاری رہا۔ ابتداً آپ نے جماعت احمدیہ دہلی میں قائد خدام الاحمدیہ ممبر مجلس عاملہ اور ممبر مجلس انتخاب امیر دہلی کے طور پر کام کیا۔ تقسیم ملک کے بعد آپ کو حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) نے مجلس عاملہ کراچی کا ممبر مقرر فرمایا۔ پیرس اور جاکرتا میں مقامی جماعتوں سے منسلک ہو کر نمایاں رنگ میں خدمت کی توفیق ملی۔ بعد ازاں لندن میں اپنی سرکاری ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ جماعتی خدمات سرانجام دینے کی سعادت پائی۔ دسمبر ۱۹۷۴ء میں سرکاری ملازمت سے فراغت کے بعد تو آپ نے گویا اپنے آپ کو کلیۃً جماعتی خدمت کے لئے وقف کر دیا اور ہر روز لندن بیت الفضل آکر خدمت کا طریق ایسی مستقل مزاجی سے سنبھالا کہ جس روز آپ کی وفات ہوئی اس سے گذشتہ رات بھی قریباً گیارہ بجے تک آپ جماعتی کاموں میں مصروف رہے۔

آپ نے سرکاری ملازمت کا آغاز برطانوی ہندوستان کی حکومت کے دور میں ہوا۔ تقسیم کے بعد انہوں نے پاکستان کی وزارت خارجہ کی ۲۷ سال تک خدمت سرانجام دی اور اپنی دیانتدارانہ اور اصولانہ روش کی وجہ سے ہر جگہ نیک نامی حاصل کی۔ ان کے مشفقانہ حسن سلوک کی وجہ سے ان کے سب رفقاء خواہ وہ افسران تھے یا ماتحت انہیں ہمیشہ محبت اور عزت کے ساتھ یاد کرتے رہے ہیں۔

۱۹۷۵ء سے ۱۹۹۱ء کے عرصہ میں آپ نے ناظم اعلیٰ انصار اللہ یو۔کے اور اعزازی ممبر مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ کی ذمہ داری ادا فرمائی ۱۹۷۳ سے ۱۹۹۰ء تک جماعت احمدیہ برطانیہ کے جنرل سیکرٹری کی بھاری ذمہ داری نہایت احسن رنگ میں سرانجام دی۔ اس کے بعد سے آپ امیر لندن ریجن کے طور پر خدمت بجالاتے رہے۔ علاوہ ازیں آپ کو یہ نمایاں اعزاز حاصل ہوا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ۱۹۸۴ء میں لندن تشریف لانے پر جب مرکز اسلام آباد خریدا گیا اور ۱۹۸۵ء میں وہاں پر جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ وسیع پیمانہ پر منعقد ہوا تو حضور انور نے آپ کو افسر جلسہ سالانہ مقرر فرمایا۔ یہ عظیم خدمت آپ نے بہت محنت اور اخلاص سے سرانجام دی اور حضور کی خوشنودی اور دعاؤں کو حاصل کیا خدمت کا یہ اعزاز آپ کو سالہا سال ملتا رہا اور زندگی کے آخری سانس بھی اس خدمت کے دوران آئے۔ باوجود بیماری کے آپ نے یہ خدمت جس تندہی اور فدائیت سے ادا کی وہ یقیناً ایک مثال ہے اور دیگر خدام احمدیت کے لئے مشعل راہ کا حکم رکھتی ہے

آپ کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔ احمدیت کی محبت اور غیرت کوٹ کوٹ کر دل میں بھری ہوئی تھی دعوت الی اللہ اور اس کی خاطر ہر قربانی کے لئے ہمہ وقت مستعد تھے۔ آئمہ احمدیت کے ساتھ انتہائی عقیدت اور محبت اور فدائیت کا تعلق تھا بہت ملنسار ہمدرد اور خادم انسانیت وجود تھے۔ دوسروں کی خدمت کر کے راحت محسوس کرتے۔ مفوضہ فرائض محنت اور خلوص سے ادا کرتے اور اپنی کمزوری صحت کو خدمت کی راہ میں کبھی حائل نہ ہونے دیتے۔ احساس ذمہ داری اور قربانی کا جذبہ بھی بہت نمایاں تھا۔ ان کی نمایاں اور بے لوث خدمات کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جس درد اور محبت بھرے انداز میں شاندار خراج تحسین ادا کیا ہے وہ یقیناً قابل رشک ہے اور ہمیشہ ان کی نسلوں کے لئے سرمایۂ افتخار رہے گا۔ ان کی وفات سے جماعت احمدیہ برطانیہ ایک انتھک، مخلص اور فدائی خادم سلسلہ سے محروم ہو گئی ہے اور اس محرومی کو ہر فرد جماعت نے بہت شدت سے محسوس کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے آگے ہمارے سر خم ہیں لیکن ہم بہت درد بھرے دلوں کے ساتھ اور محبت و عقیدت سے اپنے رخصت ہونے والے بھائی کی خدمت میں دعاؤں کا پر خلوص تحفہ پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بے پایاں فضل و کرم اور رحمت سے حصہ وافر عطا کرے جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کی ساری خدمات کو قبول فرماتے ہوئے اجر عظیم سے نوازے۔ ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے جملہ پسماندگان کو ان کی اہلیہ محترمہ کو، بچوں اور بہوؤں کو اور باقی سب عزیزوں رشتہ داروں کو اس عظیم جدائی پر صبر اور ہمت کی توفیق عطا کرے اور توفیق دے کہ ان کی خوبیوں کو اپنا کر ان کی خدمات کے تسلسل کو جاری و ساری رکھ سکیں۔ اس اندوہناک موقع پر ہم ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں

ہماری یہ بھی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت برطانیہ کو اپنے فضل سے محترم بنگوی صاحب کی طرح کے بے لوث خادم اپنے فضل سے عطا فرماتا رہے اور خدمت کا جو علم انہوں نے بلند کئے رکھا اسکو اونچے سے اونچا کرتے چلے جانے کی توفیق سب خدام احمدیت کو نصیب ہو۔

ہم ہیں ممبران مجلس عاملہ برطانیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات واعلانات

درخواست دعا: مکرم چوہدری غلام رسول صاحب آف خلیل آباد کنری سندھ شدید بیمار ہیں اور حیدر آباد ہسپتال میں داخل ہیں۔

○ مکرم چوہدری حمید احمد صاحب [illegible] چوہدری عرصہ ۲ ماہ سے بعارضہ قلب لندن میں ہسپتال میں داخل ہیں علاج جاری ہے۔

○ مکرم چوہدری ریاض احمد صاحب چوہان نمبردار چک نمبر ڈی ب ۱۵ میانوالی بعض مشکلات کے ازالہ کیلئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ احباب ان کے لئے دعا کریں۔

اعلان نکاح: عزیزہ زاہدہ حفیظ صاحبہ بنت مکرم حفیظ احمد صاحب چوہدری نصیر آباد ربوہ کا نکاح ہمراہ مکرم داؤد احمد آزاد صاحب ولد چوہدری نذیر احمد صاحب آف بھلیسراں والہ (ڈنگہ) ضلع گجرات مبلغ دس ہزار روپے حق مہر پر مکرم محترم سید احمد علی شاہ صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ نے مورخہ یکم اگست ۱۹۹۱ء بروز جمعرات محلہ نصیر آباد میں پڑھا اور اسی روز رخصتی ہوئی احباب دعا کریں کہ یہ رشتہ جانبین کیلئے بابرکت ہو

کامیابی: مکرم سید سلیم احمد صاحب دارالرحمت شرقی ب ربوہ لکھتے ہیں کہ خاکسار کے بیٹے عزیزم عبداللہ سعید نے خدا تعالیٰ کے فضل سے امسال گورنمنٹ کالج لاہور سے ایف ایس سی (پری میڈیکل) کے امتحان میں ۸۵۱ نمبر لے کر کامیابی حاصل کی ہے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے عزیز کو آئندہ بھی نمایاں کامیابیوں سے سرفراز فرماوے اور خادم دین بنائے۔

○ مسز انور افتخار رانا صاحبہ ایم اے بی ایڈ

میجر نصرت گرلز سکول ربوہ لکھتی ہیں کہ:۔

میرے بیٹے عزیزم شعیب رانا نے امسال ایم ایس سی کیمسٹری کا امتحان گورنمنٹ کالج پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ۷۲۱ نمبر لے کر فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا ہے۔ عزیزم کی صحت ٹھیک نہیں رہتی۔ احباب جماعت سے صحت اور آئندہ کامیابیوں کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ربوہ کے نابینا حضرات متوجہ ہوں

مجلس نابینا ربوہ کے نابینا اراکین جو اپنے بس کارڈ بنوانا چاہتے ہوں۔ اپنے دو عدد فوٹو ۲۸، اگست ۱۹۹۱ء تک ضرور بھجوادیں تاکہ جھنگ بھیجے جاسکیں۔ جن اراکین کے فوٹو ۲۸، اگست تک پہنچ جائیں گے ان کے کارڈ بن جائیں گے۔

حافظ محمد ابراہیم (جنرل سیکرٹری)
۲۷۔ کوارٹر تحریک جدید ربوہ

کرکٹ ٹورنامنٹ

○ مجلس خدام الاحمدیہ قیادت ضلع فیصل آباد کے زیر اہتمام ۲۸ تا ۳۰ جون ۱۹۹۱ء فیصل آباد شہر کی چھ مجالس کے مابین محدود اوورز کا کرکٹ ٹورنامنٹ ہوا۔ تمام ٹیموں نے جوش و جذبے کے ساتھ بھرپور حصہ لیا۔ فائنل میچ مجلس دارالذکر اور مجلس دارالحمد کی ٹیموں کے درمیان کھیلا گیا۔ دارالحمد کی ٹیم نے فائنل جیت لیا اور اوّل انعام کی حقدار قرار پائی۔ بعد ازاں قائد صاحب علاقہ نے انعامات تقسیم کئے۔

(قائد مجلس خدام الاحمدیہ دارالحمد فیصل آباد)

ملکی خبریں

○ حکومت نے ۱۰۱ کوآپریٹو اداروں کو قواعد کے خلاف بینکاری کرنے پر اظہار وجوہ کے نوٹس جاری کر دیئے ہیں۔ جو ادارے صحیح جواب نہ دے سکیں گے ان کی جائیداد ضبط کر لی جائے گی۔

○ جام صادق علی نے کہا ہے کہ بے نظیر بھٹو سندھ کو کچھ لاشیں دینا چاہتی ہیں لیکن میں ان کے جال میں نہیں پھنسوں گا میں نے تصادم یا خونریزی کو روکنے کے لئے ۲۵ اگست کا دورۂ لاڑکانہ ملتوی کر دیا ہے۔

○ آزاد کشمیر کے سابق وزیر اعظم مسٹر ممتاز راٹھور نے کہا ہے کہ میرا اغوا عالمی جرم تھا میں بین الاقوامی عدالت سے رجوع کروں گا۔ میں نے پاکستان اور آزاد کشمیر کے درمیان نازک رشتہ برقرار رکھنے کے لئے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔

○ خود مختار اداروں، سول ملازمین اور عدالتوں کے لئے علیحدہ علیحدہ محتسب مقرر کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔

○ دادو کے قریب پولیس مقابلے میں مشہور ڈاکو مجید چانڈیو ہلاک ہو گیا۔ اس کے ساتھی دو مغویان کو لے کر فرار ہو گئے علاقے میں اغوا کی وارداتوں میں اضافہ ہو گیا ہے۔

○ مشہور سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے کہا ہے کہ تمام دشمن ہمیں مل کر تباہ کرنے کی سازش کرنے میں معروف ہیں انہوں نے کہا کہ مجھے کچھ ہو جائے تو کہوٹہ ایٹمی پلانٹ کا کچھ نہیں بگڑے گا۔

○ سرحد کے سابق وزیر اعلیٰ آفتاب احمد شیرپاؤ نے کہا ہے کہ محترمہ بے نظیر بھٹو کو ملک چھوڑنے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ روس کے صدر مسٹر گورباچوف اور رشین فیڈریشن کے صدر مسٹر بورس یلسٹن کے درمیان یہ معاہدہ طے پا گیا ہے کہ اگر ان دونوں میں سے کوئی کسی وجہ سے اپنی ذمہ داریاں نہ نبھا سکا تو دوسرا خودبخود اس کی ذمہ داریاں سنبھال لے گا۔ ماسکو میں رشین فیڈریشن کی پارلیمنٹ سے خطاب کرتے ہوئے صدر گورباچوف نے کہا کہ اس اصول کو قانونی حیثیت دی جا رہی ہے۔ صدر گورباچوف نے کہا کہ جن لوگوں نے حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش کی تھی ان کو معاف نہیں کیا جائے گا۔ ساری سوویت حکومت کو مستعفی ہونا پڑے گا۔ انہوں نے پارلیمنٹ میں بھی تطہیر کا مطالبہ کیا اور کہا کہ بعض اراکین پارلیمنٹ بھی بغاوت میں ملوث تھے خاص طور پر سپیکر اناطولی کو مستعفی ہونا پڑے گا۔ صدر گورباچوف نے بغاوت کا مقابلہ کرنے پر رشین فیڈریشن کے صدر مسٹر بورس یلسٹن اور سوویت عوام کو زبردست خراج تحسین پیش کیا انہوں نے فوج کو بغاوت کے الزام سے بری الذمہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ فوج نے باغی ریاستی کمیٹی کے احکامات کی پابندی نہیں کی تھی۔

○ روسی صدر کے خطاب کے بعد رشین فیڈریشن کے صدر مسٹر بورس یلسٹن نے کہا کہ روسی فیڈریشن میں کمیونسٹ پارٹی پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔

○ روسی ریاست لٹویا نے بھی کمیونسٹ پارٹی پر پابندی عائد کر دی ہے۔

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

دو سو سالہ ہومیو علاج کے تجربات و تحقیق کا نچوڑ
جرمن ہومیو علاج
جدید دور کا جدید ترین علاج

بے اولاد
نرینہ اولاد سے محروم حضرات کے لئے "تحفہ" "جرمن ہومیو علاج"

تمام امراض خاص کر پرانے اور پیچیدہ امراض مثلاً کمر درد۔ سر درد۔ شوگر۔ نزلہ زکام۔ قبض۔ اسہال۔ بال گرنا۔ سفید ہونا۔ جوڑوں کا درد۔ موٹاپا۔ مرگی۔ ہسٹیریا۔ بلڈ پریشر۔ کیل مہاسے۔ قد کا نہ بڑھنا۔ گیس۔ معدہ جگر۔ پتہ۔ گردہ۔ مثانہ۔ قلب۔ جلد اور مردانہ و زنانہ امراض کا جرمن سیل بند ادویات پر مشتمل۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت مؤثر اور کامیاب ترین "جرمن ہومیو علاج" ضرور آزمائیں
اس کے علاوہ جرمنی و فرانس کی سیل بند ادویات برائے فروخت موجود ہیں

آپریشن کے بغیر ناک پراسٹیٹ ریڑھ کی ہڈی کے امراض کے علاوہ۔ السر پتھری رسولی۔ گومڑ اور لواسیر کا کامیاب علاج
جرمن ہومیو علاج

عزیز ہومیو پیتھک سٹور
یونیورسٹی روڈ۔ رحمان کالونی ربوہ
پوسٹ کوڈ ۳۵۴۶۰ فون ۴۱۴ (۰۴۵۲۴)
اوقات کار: بعد نماز عصر تا نماز عشاء
تعطیل: اتوار

مکان برائے فوری فروخت

واقعہ ۱۸/۶، دارالعلوم غربی نزد بیت الصادق ۔ رقبہ ۵ ، مرلہ ۔
برائے رابطہ فون : ۹۹۲ ، یا بالمشافہ ملیں ۔ چوہدری غلام محمد

حبوب مفید اٹھرا

HABOOB-I-
MUFEED-I-ATTHRA

۲۰ گرام ۔ ۱۵/- روپے
۶۰ گرام ۔ ۴۵/- روپے

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) ربوہ

پاکستان میں آٹومیٹک پلانٹ پر تیار کردہ

سپر ایشیا واشنگ مشین

مکمل پلاسٹک باڈی ۔ شاک سے محفوظ

حسن ٹریڈرز
الناصر مارکیٹ ۔ ربوہ
فون : ۴۵۴

تبدیلی دکان

پاک گولڈ سمتھ گولبازار ربوہ سے تبدیل ہو کر "طارق مارکیٹ" اقصیٰ روڈ پر آگئی ہے احباب نوٹ فرمالیں ۔

عبدالمنان ناصر ولد میاں عبدالسلام صاحب
فون نمبر دکان : ۵۵۰ - ۶۴۳
فون نمبر گھر : ۷۴۹ - ۵۴۹

پاکستان کے مانچسٹر فیصل آباد میں جائیداد کی خرید و فروخت میں منفرد اور با اعتماد نام

NASA

ہمارا تعاون یقیناً آپ کے مسائل کو حل کرنے میں مددگار ثابت ہوگا ۔

ناسا اسٹیٹ ڈویلپر اینڈ بلڈرز فیصل آباد

فون : آفس : ۴۴۲۸۶ ، ۴۷۰۹۲
رہائش : ۴۳۱۱۵

طالب دعا : سہیل مشتاق

ہومیوپیتھک کلینک

حنیف

۱۷۶۰ ۔ بینک سکوائر مارکیٹ
نزد شیزان بیکری ۔ ماڈل ٹاؤن ۔ لاہور

موسم گرما کے اوقات کار :
اتوار سے جمعرات تک صبح ۹½ بجے سے ۱۲ بجے تک
شام ۵½ بجے سے ۷½ بجے تک
ہر جمعہ کی شام اور ہفتہ کی صبح دواخانہ بند رہا کریگا
ہر مہینہ کے آخری پیر کے دن دواخانہ بند رہا کریگا

خاکسار : ڈاکٹر شیخ محمد حنیف آف کوئٹہ
حال لاہور

بے اولاد

مردوں کیلئے کورس 200/-
SPERMATOZOA COURSE
عورتوں کیلئے کورس 100/-
STERILITY COURSE
ATHRA COURSE 90/- اٹھراء کورس
تفصیلی لٹریچر مفت

کیوسیو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ ربوہ
فون : ۶۰۶ ، ۶۰۷ ، ۷۷۱

ضرورت ہے

ہمیں اپنی فیکٹری میں کام کے لئے درج ذیل اسامیوں کی ضرورت ہے ۔
۱ ۔ آفس کلرک 1 عدد عمر کم از کم ۲۵ سال ۔
۲ ۔ خدمت گار (دفتر کیلئے) 1 عدد ۔ عمر کم از کم ۲۰ سال
۳ ۔ ڈرائیور عمر ۴۰ سال سے اوپر ۔

میاں بھائی
۱۰ ، منٹگمری روڈ ۔ لاہور
فون : ۲۲۳۳۷۳ - ۲۲۳۳۷۲

نرینہ اولاد سے محروم حضرات ، مرض اٹھراء کی شکار دکھی عورتوں کیلئے اُمید کی کرن

اٹھراء کی گولیاں | نرینہ اولاد کیپسولز — بفضل تعالیٰ لڑکا پیدا ہوتا ہے | ہیضہ معدہ کیلئے مفید گولیاں ایچ ۔ کے ۔ این ۔ گیس ، سینہ کی جلن اور نظام ہضم کی درستی کیلئے بے مثل

طاقت کا سرچشمہ گولڈن پلز — پٹھوں کی کمزوری اور اعضائے رئیسہ کے لئے بے حد مقوی آزمودہ

دواخانہ محافظ صحت
مشہور زمانہ حکیم نظام جان کے فرزند حکیم عطاء الرحمٰن علوی (رجسٹرڈ) اینڈ سنز ۔ گول چوک ۔ اوکاڑہ ۔ برانچ : کوٹ نہال سنگھ گلی ۲ مکان ۴ مین سٹریٹ اوکاڑہ

م نرینہ اولاد سے محروم م بے اولاد م اٹھراء م سوکھا م گرمی م گیس کا علاج کرنیوالے

سنہ ۱۹۱۱ء سے مصروف خدمت

مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)

چوک گھنٹہ گھر ۔ گوجرانوالہ
پوسٹ بکس ۱۹۰
فون ۴۸۴۴ ، ۶۴۹۷ ، ۴۳۱

زیر نگرانی : حکیم عبدالحمید اعوان ابن حکیم نظام جان

برانچیں :۔ ربوہ : اقصیٰ چوک نزد لیٹر بکس ، ملتان : نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ
لاہور : جوہر ٹاؤن فیز I بالمقابل مسجد چک مزنگ نزد آخری سٹاپ ممتاز مارکیٹ
وفاقی کالونی نیو کیمپس روڈ ، چوک قلعہ کالر والہ : تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ ، کراچی :
محمود آباد ۳ نزد شبینہ ڈاکخانہ ، اسلام آباد : مکان نمبر ۲۰۲۹ گلی ۱۱ سیکٹر ۱/۲-۱۰-9
نزد انڈسٹریل ایریا

خواتین کیلئے انتظام کیساتھ

رقبہ برائے فروخت

خود کاشت ۷۸ ۔ ایکڑ زرعی زمین فوری قبضہ برلب پکی سڑک ۔ ربوہ سے ۱۸ میل (ساہیوال روڈ) ۔ دو ٹیوب ویل (ایک بجلی پر) مع پختہ عمارت دو کمرے ۔ ہر قسم کے قرض / بار سے پاک ۔ ٹریکٹر ۔ ٹرالی ۔ ہل ۔ کراہ گندم کاٹنے کی مشین اور دیگر زرعی آلات ۔ رقبہ زرعی (انڈسٹری و کاشت) کے لئے نہایت موزوں ۔ مناسب قیمت برائے فروخت موجود ہے ۔

رابطہ :۔ رانا تحسین الرحمٰن معرفت چوہدری احمد الدین خان ۔ فون گھر ۴۳۰۳۶ ۔ B - ۲۰۳ پیپلز کالونی فیصل آباد ۔ ربوہ دفتر فون : ۶۷۴
گھر فون : ۴۶۷

م قدیمی م اوّلین م شہرہ آفاق
سنہ ۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام

دواخانہ حکیم نظام جان

چوک گھنٹہ گھر ۔ گوجرانوالہ فون ۳۹۹۷
برانچیں
م ۔ کراچی : فون : ۲۱۳۲۵۱
م ۔ لاہور : 1-D-3 گلشن راوی
م ۔ ملتان : چوک جان محمد معصوم شاہ روڈ
م ۔ منڈی بہاؤالدین : بالمقابل شاہ تاج شوگر مل
م ۔ رحیم یار خان : فون : ۴۷۹۹
م ۔ ربوہ : اقصیٰ چوک کالج روڈ ۔ فون نمبر ۵۵۸

پتہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah